نعتیہ کلام

ماہر القادری

ناشر
نفیس اکیڈمی
حیدرآباد (دکن)

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ کلدار
ایک روپیہ بارہ آنہ سکۂ عثمانیہ

تعداد طبع ــــــــــ ایک ہزار

پروپرائٹر

(چوہدری) محمد اقبال سلیم (گاہندری)

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس۔ حیدرآباد (دکن)

سلام اُس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

ہزار ہزار تعریف اُس خدائے بزرگ و برتر کی جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ العالمین بنا کر مبعوث فرمایا اور درود و سلام اُس صاحب تاج رسالت پر جس کا ذکر مردہ دلوں کی زندگی کا سبب اور جس کی یاد ایمان کا سرمایہ ہے۔

خدا کی نوازش کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ **نفیس اکیڈمی** اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں شہنشاہِ کونین کے دربار میں نذرِ عقیدت پیش کرنے کی عزت حاصل کر رہی ہے۔ یاد خود اپنی جگہ پر محبت کی دنیا میں

سرمایۂ حیات ہوتی ہے۔ اور پھر یاد بھی اُس مسیحائے کائنات کی جس کے لب ہائے مبارک کی جنبش نے دنیا کے ہزاروں مردہ دلوں کو زندہ کردیا اور کفر وطغیان کی سیاہ راتوں کو ایمان ویقین کی دوپہر سے بدل دیا۔ صاحب جمال کا ذکر ذکرِ جمیل ہوتا ہے اور ذکرِ جمیل سے ذاکر جمالِ روح کا سامان مہیا کرتا ہے۔ سرورِ کونین کا دربار وہ دربار ہے۔ جہاں عقیدت کی نذریں لے کر یہ زبان کے شاعر حاضر ہوتے ہیں۔ ہر مذہب کے اور ہر مسلک کے صاحبانِ سخن باریابی کی عزت حاصل کرتے ہیں۔ اور اپنے اپنے رنگ میں مدح وثنا کرکے اپنی عزت بڑھاتے ہیں۔ نہ اس میں ہندو کی شرط ہے نہ مسلمان کی نہ عیسائی کی شرط ہے نہ موسائی کی۔

شہنشاہِ عرب وعجم کے دربار میں سبھی عربی وعجمی حاضر ہوتے ہیں اُردو میں شاعری کی ابتداء ہی نعت سے ہوئی ہے۔ ہمارا سارا ابتدائی سرمایہ صوفیاء کرام کے عقیدت مندانہ حمد ونعت کے نغمے ہیں اس کے بعد سے ہر شاعر نے کچھ نہ کچھ کہا۔ ہماری صدی کے شاعروں میں

محسن کاکوری، کو مداح رسول ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔
موجودہ شعراء میں ماہرالقادری کو یہ اعزاز نصیب ہوا۔ کہ
دربارِ نبوت کے مقبول مدح سراؤں میں شمار کئے جائیں۔
شاید یہی وجہ ہے۔ کہ ظہور قدسی اور دوسری نعتیہ نظموں کو
جو ذکرِ جمیل میں شامل ہیں۔ بلا کی مقبولیت حاصل ہے۔
سچ ہے کہ ؎

این سعادت بزور بازو نیست

محمد اقبال سلیم گاہندری

فہرس

غالب ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست

نبیؐ کے غلام اور اپنے آقا حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہٗ کے نام گرامی

سے

اِس کتاب کا انتساب کیا جاتا ہے۔ مجھے حضرت بلالؓ کی سیاہ رنگت فرشتوں کے نور سے زیادہ محبوب ہے۔

میری تمنّا ہے کہ دربارِ رسالت میں یہ "نذرِ عقیدت" حضرت بلالؓ ہی کے ہاتھوں سے پیش ہو کر شرفِ قبول حاصل کرے۔

ماہر القادری

غیر از تو نہ گنجد بہ سرائے کہ تو باشی
جُز تو ہمہ محو اند بہ جائے کہ تو باشی

اگر میں خدا نخواستہ مسلمان گھرانے میں پیدا نہ ہوا ہوتا اور میرے ماں باپ مجھے کافر بنا دیتے تو جس طرح عبداللہ بن سلام رسول اللہ کو دیکھ کر بے اختیار پکار اُٹھے۔ "قسم خدا کی یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا" تو میری فطرت بھی نبیؐ آخر کی سیرتِ پاک سے متاثر ہو کر چیخ اُٹھتی کہ "زمین و آسمان کے مالک کی قسم یہ زندگی سچے اور نیک ہی کی ہو سکتی ہے"۔

گر بکفرستاں بری ایں روئے آتشناک را
برہمن در رقص می آید کہ حق با آتش است

اللہ تعالیٰ نے اس آتشین امتحان سے دور رکھا اور
مجھے ایک ایسے مسلمان گھرانے میں پیدا کیا جہاں حمد و نعت کا
اکثر ذکر رہتا تھا۔ میرے کان میں سب سے پہلے حمد، نعت
اور منقبت کی ہی آوازیں آئیں اور آج تک اُن کی بازگشت
سُن رہا ہوں، میرے والدِ مرحوم کو ذات رسالت مآبؐ سے
عشق تھا، شروع میں مرحوم نے کچھ عشقیہ غزلیں کہیں مگر آخر میں
نعت اور صرف نعت کہتے تھے، مدینہ جانے کی تمنّا ہی میں
دُنیا سے چلے گئے، کیا عجب ہے کہ مدینے والے نے اپنے
ایک غُلام کی رُوح کے لیے مدینے کو ہی برزخ میں تبدیل
کرا دیا ہو۔ خدا کے فضل سے ہمارے سارے گھر
کو حمد و نعت سے خاص شغف تھا۔ یاد نہیں دل پہ نقش ہے
یہ شعر:۔

جو ہو پل پہ لغزش کسی امتی کو
اُسے آکے دیں گے سہارا محمدؐ

جسے میں نے اپنے بچپن میں اپنی بڑی بہن کی زبانی سُنا تھا، دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ نعت رسُول میری گھٹی میں پڑی تھی، ہوش سنبھالا تو شعرگوئی کے لیے طبیعت کو موزوں بلکہ آمادہ پایا میں یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں کہ میری شاعری کی ابتدا حمد و نعت سے ہوئی اور انشاءاللہ خاتمہ بھی اسی پر ہوگا، مجھے اپنی "فاسقانہ شاعری کا بہرحال کفارہ دینا ہے۔

محمدؐ عربی کی نعت اور میری زبان۔۔ !

مجھے خود شرم آتی ہے کہ کتنی بڑی جرأت کر رہا ہوں، لیکن کیا کروں ؛۔

گرچہ میدانم قسم خوردن بہ جانت خُوب نیست
ہم بجانِ تو کہ یادم نیست سوگندِ دگر

خدائے پاک کے ناموں کی قسم رسولِ پاک کے مُقدس نام کی لذت کبھی کم نہیں ہوتی، جتنی بار بھی "محمدؐ" کہیے اک نیا کیف اور ایک نئی لذت محسوس ہوتی ہے۔ "محمد رسول اللہ" سُن کر یا کہہ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کی کجکلاہیاں بھی مجھے اپنی طرف نہیں کھینچ سکتیں :-

بہ خرمنِ دو جہاں سر فرو نمی آرند
دماغِ کبر گدایانِ خوشہ چیناں ہیں

اللہ کے نام کے بعد اسی نام پر خاتمہ چاہتا ہوں، میں اِس مقدس نام کو "اسمِ اعظم" کہتے ہوئے بھی جھجکتا ہوں کہ کہیں گستاخی نہ ہو رہی ہو" نام والے اور نام رکھنے والے دونوں کے

قربان جائے :-

اے کہ می پُرسی چرا جانے بہ جامے من دہی
ایں سخن با ساقیؑ ماگو کہ ارزاں کردہ است

قدرت کا عجیب انتظام ہے کہ کسی نبی، رسُول، مُصلح، رشی اور اوتار کی پوری زندگی کتابوں میں محفوظ نہیں ہے، ہر مقدس زندگی کے کچھ اوراق گم ہیں ——— ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ قادرِ مطلق اور حکیم و خبیر نے حضرت محمد رسول اللہ کی ذاتِ اقدس ہی کو انسانیت کا مکمل ترین نمونہ بنا کے بھیجا انسانی حیات کا ہر مفید اور روشن پہلو آپ کی سیرت میں موجود ہے اور حضورؐ ہی کا اُسوۂ حسنہ زندگی کی ہر منزل اور دُنیا کے ہر انقلاب میں دلیلِ راہ اور مشعلِ ہدایت بن سکتا ہے۔ محمدؐ عربی کی زندگی میں وہ سب کچھ موجود ہے

جس کی انسانیت کو ضرورت ہے اور ہمیشہ رہے گی حقیقت

یہ ہے کہ :- ؎

باہر ترے گھر کے تو نہ دنیا ہے نہ دیں ہے

دنیا میں جو نبیؐ اور رسول آیا اُس نے نبی آخر کی

تشریف آوری سے دنیا کو مطلع کیا۔ یسعیاہ نبی کی مقدس کتاب

ہو یا حبقوق نبی کی پیش گوئی، الواحِ زبور ہوں یا مکاشفات

یوحنا، ہر صحیفہ میں حضرت محمد رسول اللہ کی آمد کی خبر

ملے گی، سب آنے والے اُس آخری آنے والے کے لیے

زمین ہموار کر رہے تھے کہ اُس پر دین کی تکمیل اور انسانیت

کا اتمام ہونا تھا اُس کے راستہ کے سوا کوئی راستہ سیدھا

ہو ہی نہیں سکتا، صرف اُسی کی ذات رشد و ہدایت کا

مرکز ہے نجات اُس کے لیے جو نبی آخر کے راستہ پر ہو لیا۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است

یہ کہتے ہوئے دُکھ ہوتا ہے کہ شاعری کے تاریک پہلو نعت و منقبت میں بھی نمایاں ہو کر رہا۔ بہت سی غلط، موضوع اور بے سروپا باتیں شاعری کی بدولت مُسلمانوں میں پھیل گئیں۔ عقیدت و محبت کے غیر محتاط جوش میں اس قسم کے تمام چٹخاروں کو لوگ گوارا کرتے گئے، یہاں تک کہ ان چٹخاروں نے مستقل عُنوانات کی صُورت اختیار کرلی۔ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا گیا کہ محبت عقیدت اور پرستش میں بہت ہی نازک فرق ہے، غیر محتاط عقیدت پرستش بن جاتی ہے یہی سبب تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے اس خوف سے

کہیں عقیدت کا جوش پرستش سے نہ بدل جائے اُس
مقدس درخت کو کٹوا دیا جس کے سایہ میں جنابِ رسولِ کریم
نے صحابہ کرام سے جہاد کے لیے بیعت لی تھی۔ قرآنِ پاک
میں اکثر و بیشتر مقامات پر جہاں رسول اللہ کا ذکر آیا ہے
وہاں "عبد" کا لفظ ضرور استعمال فرمایا گیا ہے کہ عقیدت
مند کہیں بندے کو خدا نہ سمجھ لیں۔ مُسلمان کی شان
"انا الحق" میں نہیں" انا العبد" کہنے میں ہے کہ صاحبِ معراج
اور واقفِ اسرار "لی مع اللہ" نے بار بار اپنے کو بندہ کہا۔
مگر عجمی ذوق کا بُرا ہو کہ مسلمانوں میں بہت سی ایسی
مشرکانہ بدعات رواج پا گئیں جن کا کتاب وسُنت میں کہیں
پتہ نہیں۔ اور قیامت یہ ہے کہ سب کچھ عقیدت و محبت
کے نام پر ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ محبت و عقیدت حقیقت میں

محبت کی توہین ہے جو کتاب و سنت سے ٹکراتی ہو۔ کسی انسان کو اپنے ذاتی ذوق کی رعایت سے دین میں گھٹانے بڑھانے کا حق نہیں ہے۔ اس دردناک داستان کو کہاں تک طول دوں :-

پہلو بشگافید و ببینید دلم را
تا چند بگویم کہ چناں است چناں نیست

میں نے بڑی حد تک کوشش کی ہے کہ نعتِ رسولؐ کو اس قسم کی رنگ آمیزی سے دُور رکھا جائے، میں نے رسول اللہؐ کو "احمدِ بے میم" نہیں کہا کہ یہ شاعرانہ نزاکتِ خیال توحید کے بنیادی تصور سے ٹکراتی ہے، دینِ حنیف کا کمال رنگینیوں اور نزاکت آفرینیوں میں نہیں سادگی اور خلوص میں ہے۔

میری فردِ عمل میں سیاہی کے سوا اور کچھ ہے ہی نہیں!

اب تک اس قسم کے شعروں سے :-

طاعت از دست نیاید گنہے باید کرد

در دلِ دوست بہ ہر حیلہ رہے باید کرد

دل بہلا کر خوش ہوتا رہا مگر پھر خیال ہوا کہ :- ؎

اللہ کے انصاف کی محکم ہے ترازو

وہاں تو ایک ایک قطرے کا حساب لیا جائے گا، کیونکہ۔

خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا

میں نے اپنے آقا و مولا کی مدح لکھ کر کفارۂ معاصی کی کوشش کی ہے، اللہ کی رحمت اور نبیؐ کی شفاعت سے کیا بعید ہے کہ یہی کارِ نیک وسیلۂ بخشش اور ذریعہ نجات بن جائے! قیامت کے دن ایک ہاتھ میں فردِ عمل اور دوسرے

ہاتھ میں "ذکرِ جمیل" ہو گی۔۔!

آخری تمنا یہ ہے کہ "ذکرِ جمیل" کا کچھ حصّہ دربارِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنی زبان سے عرض کر دوں اور اس کے بعد اسی جانِ حیات کے سامنے دم نکل جائے جس کے قدموں پر جان نچھاور کرنے کے لیے دی گئی تھی، جان نکلنے کے بعد اِنسان یقیناً مر جاتا ہے، مگر یہ نکتہ بھی ذہن میں ہے۔

زخمِ پیکانم بہ آبِ زندگی شوید دہن
ہر کہ شیرِ او خورد مُردن نمیداند کہ چیست

آلودۂ معصیت،

اُمیدوارِ نجات و شفاعت

ماؔہر القادری

"انسان گرے پیدا شد"

عیش اِمروز کہ اندیشہ فردا می خواست
آں تمنائے کہ ہر چشم تمنّا می خواست
گُلِ مقصود کہ مقصودِ ہمہ باغ و بہار
دُرِ نایاب کی ہر موجۂ دریا می خواست
آں نگارے کہ زاُو رونقِ بزمِ ھستی
آں تماشائے کہ ہر بزمِ تماشا می خواست
آں چراغے کہ بیفروخت بہ مصر و کنعاں
آں تجلی کہ فروغِ یدِ بیضا می خواست

آں دعائے کہ برآمد ز دلِ ابراہیمؑ
آں نویدے کہ تمنّائے مسیحائے می خواست
مُنتظر بود جہانے کہ نبیؐ می آید
پیکرِ رحمت و اخلاق کہ دُنیا می خواست

خندہ زد صدق و صفا حق نگرے پیدا شد
کُفر نالید کہ پیغامبرے پیدا شد
مہرِ انوار ہدایت سرِ فاراں رخشید
در شبِ تیرہ و ظُلمت سحرے پیدا شد
بر نہالے کہ بہ بندند رسولانِ کرام
للّٰہِ الحمد کہ شیریں ثمرے پیدا شد
جہل و وحشت ہمہ لرزاں کہ محمدؐ آمد
مژدہ اے دہر کہ انسان گرے پیدا شد

صلی اللہ علیہ وسلم

حُسن کی جاں، ایمانِ محبت صلی اللہ علیہ وسلم
سرتاپا رحمت ہی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

محرمِ رازِ ظاہر و باطن، اگلی پچھلی باتیں روشن
واقفِ کُل اسرارِ حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم

بدر و خندق میں خود آکر کفر کو دیں ہر بار شکستیں
مالکِ سطوت، صاحبِ شوکت صلی اللہ علیہ وسلم

فخرِ اُمم، غمخوارِ امت صاحبِ عظمت، حاملِ قرآں
فرق پہ جن کے تاجِ شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم

خندق[1] میں سلمانؓ نے دیکھا اُن کے لطف و عطا کا جلوہ
کھول دئے ابوابِ حکومت صلی اللہ علیہ وسلم

بندے اور اللہ میں رکھا ہر عالم میں فرقِ مراتب
شرک کے دشمن، حامیٔ بدعت صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا تم قبر کو میری[2] سجدہ گہ ہرگز نہ بنانا
اللہ اللہ پاسِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم

دین کی ہے تکمیل انہی پر بتلا دیں سب اچھی باتیں
خاتمِ دورِ وحی و نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] غزوۂ خندق کی ایک تاریخی تلمیح

[2] حدیث نبویؐ

آدمؑ کا پُتلا نہ بنا تھا جب بھی وہ دنیا میں نبی تھے
اُن سے ہے آغازِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

سنجیدہ سنجیدہ ادائیں، شرمیلی شرمیلی نگاہیں
فخرِ حیا اور نازِ غیرت صلی اللہ علیہ وسلم

ماتھا اُن کا نور کا تڑکا، گیسو ہیں رحمت کی گھٹائیں
اُن کا تبسم صُبحِ سعادت صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے اونچا درجہ اُن کا حق نے ایسا رتبہ بخشا
جس کی نہیں کوئی بھی نہایت صلی اللہ علیہ وسلم

دین و دُنیا یکجا کر کے راز ترقی کے سمجھاتے
یہ بھی رحمت وہ بھی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

ے حدیث نبویؐ

کوہِ فاراں کی چوٹی سے نُور کی مشعل لے کر اُترے
نورِ مجسم، دافعِ ظلمت صلی اللہ علیہ وسلم
شرق میں اُن کا فرماں جاری غرب بھی اُن کے در کا بھکاری
عام ہوا پیغام ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم
وہ جو نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا دنیا اُن سے عقبیٰ اُن سے
دونوں جگ ہیں اُن کی بدولت صلی اللہ علیہ وسلم
اُن کا گر اقرار نہ ہوگا، تکمیلِ توحید نہ ہوگی
عینِ ایماں اُن کی الفت صلی اللہ علیہ وسلم
حق نے شبِ اسریٰ میں بلایا عرش بھی اُن کے زیرِ قدم تھا
یہ رفعت اور شانِ قربت صلی اللہ علیہ وسلم
خون کے پیاسے دشمن کو بھی چھوڑ دیا تھا قبضہ پا کر
پیکرِ خلق و عفو و مروت صلی اللہ علیہ وسلم

رات کی تنہائی میں نمازیں، امت کی بخشش کی دعائیں
جن کے سجدے فخرِ عبادت صلی اللہ علیہ وسلم

سائل کو ناکام نہ پھیرا، بخش دیا جو کچھ گھر میں تھا
بھوکے سو رہنے کی عادت صلی اللہ علیہ وسلم

صدیقؓ و فاروقؓ کی صف میں بیٹھے ہیں سلمانؓ و ابوذرؓ
جن کے یہاں مفلس با عزت صلی اللہ علیہ وسلم

نانِ جویں کے سوکھے ٹکڑے پھٹے پرانے کپڑے اُن کے
قاسمِ جنت اُس پہ یہ حالت صلی اللہ علیہ وسلم

اونٹ کو بھوکا دیکھ کے بولے مالک سے ڈر حق کے غضب سے
جانوروں پر بھی یہ شفقت صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے کپڑے خود دھو لینا، خاک کے بستر پہ سو لینا
سادہ سادہ نیک طبیعت صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ جمیل

اپنی بیٹی کے سر پہ تھا، ایک دوپٹہ وہ بھی شکستہ
بانٹ رہے تھے سب کو دولت صلی اللہ علیہ وسلم

عدل کیا تو اپنے پرائے سب کو دیکھا ایک نظر سے
حق میں کسی کی بھی نہ رعایت صلی اللہ علیہ وسلم

فخرِ رسل، سردارِ دو عالم، سب سے اول سب سے آخر
ساقیٔ کوثر، قاسمِ جنت صلی اللہ علیہ وسلم

ماہرؔ تو مایوس نہ ہونا، اپنا دل تھوڑا مت کرنا
کافی ہے بس اُن سے نسبت صلی اللہ علیہ وسلم

اسیرانِ بدر

بدر میں سخت تھی آویزشِ کفر و اسلام
ایک مرکز پہ سمٹ آئے تھے سارے کفّار
اِس طرف چند مسلماں تھے وہ بھی مفلوک
اُس طرف سیکڑوں پیدل تو بہت سے تھے سوار
لات و عزیٰ کے پرستار بڑھے جوش کے ساتھ
نیزے ہلنے لگے چلنے لگی باہم تلوار
رکھ دیا خاک پہ سرکارؐ نے سر سجدے میں
اور کی عرض کہ اے حضرتِ ربِّ غفار

"دیکھ دنیا سے اگر مٹ گئے یہ چند نفوس"
"حشر تک تیری پرستش بھی نہ ہوگی زنہار"
غیرتِ حق میں یکایک ہوئی جنبش پیدا
آگئی بدر کے میداں میں فرشتوں کی قطار
جم گئے حق کے پرستار چٹانوں کی طرح
جن سے آکر متصادم ہوئی فوجِ کفّار
ایسی گھمسان لڑائی میں وہ تلوار کے ہاتھ
چوم لیتی تھی کلائی کو شجاعت ہر بار
ابتری پھیل گئی فوج میں اور ہو گئے قتل
عتبہ و شیبہ و بوجہل سے نامی سردار
فتحمندی نے دیا ساتھ مسلمانوں کا
بول بالا ہوا اسلام کا اور کفر کی ہار

قتل کچھ ہو گئے۔ کچھ بھاگ گئے میداں سے
قید میں آئے مسلمانوں کی باقی اشرار
آئے میداں سے مدینہ کی طرف ہو کے اسیر
کون؟ وہ خون محمدؐ کے پیاسے کفّار
جن کے باعث نہ ملی ارض حرم میں بھی پناہ
ہو کے مجبور چلے آئے مدینے سرکار
جن کے پامال جفا کون؟ بلالِؓ حبشی
جن کے ہاتھوں کا ستایا ہوا اک اک دیندار
اُن کو پھر مسجد نبوی کے تھموں سے باندھا
ایک اک فرد کہ تھا اُن میں مجسم پندار
غم و اندوہ اسیری سے کراہے قیدی
مضطرب ہو گئے آہوں سے شۂ عرش وقار

صحن مسجد میں ٹہلنے لگے ہو کر بے چین
پوچھا اصحابؓ نے سرکار ہیں اب تک بیدار
بولے جب تک کہ نہ کھل جائیں اسیروں کے بند
نیند واللہ نہیں آئے گی مجھ کو زنہار
سُن کے ارشاد اسیروں کو معًا کھول دیا
بولے سرکار ہوا اب دلِ مضطر کو قرار
قیدیوں کے لیے جوڑے بھی پہننے کو دیئے
بن گئے پھول مسرت کے قلوبِ کفّار
مرحبا! طرزِ کرم، حبذا شانِ الطاف
رحمتِ ہر دو جہاں میں تری رحمت کے نثار
مالکِ کون و مکاں! بادشہِ عرش سریر!
نام لیوا ہیں ترے بند غلامی میں اسیر

ذکرِ جمیل

کیف و سرمستی کا اک پیغام رنگیں تیرا نام
انبساطِ رُوح کی دعوت ترا ذِکرِ جمیل

لحنِ داؤدی کی ہر لے تیرے نغمہ کی شہید
ہر ادائے حُسنِ یوسفؑ تیرے ابرو کی قتیل

تیرے گیسو حاملِ ناموسِ اسحاقؑ و ذبیحؑ
تیرے عارض باعثِ رنگینیٔ باغِ خلیل

سب کی تیرے چشمۂ رحمت ہی سے بجھتی ہے پیاس
اس میں قلزم ہو کہ دجلہ، رود گنگا ہو کہ نیل

تیری سطوت کے اثر سے ریزہ ریزہ پاش پاش
خواہ خندق کی چٹانیں ہوں کہ خیبر کی فصیل

خاک میں تو نے ملا دی سطوتِ لات و ہبل
تیرا مرہونِ نوازش کعبۂ ربِ جلیل

اے تعالیٰ اللہ ترے دربار کے ادنیٰ غلام
جن کے آگے قیصر و کسریٰ گدایانِ ذلیل

تیری عظمت کی گواہی کفر کی گردن کا خم
رفعتِ اسلام ہے تیری نبوت کی دلیل

اک طرف یہ شان و شوکت اک طرف تیری غذا
پارۂ نانِ جویں وہ بھی بہ مقدارِ قلیل

ساقیٔ کوثر تری دریا دلی کا ہو بھلا
نظمِ ماہرؔ بن گئی آبِ روانِ سلسبیل

ظہورِ قدسی

سحر کا وقت ہے معصوم کلیاں مسکراتی ہیں
ہوائیں خیر مقدم کے ترانے گنگناتی ہیں

مئے عشرت چھلکتی ہے ستاروں کے کٹوروں سے
اُبلتی ہے شرابِ خلد مٹی کے سکوروں سے

پسینہ شادمانی سے ہے پھولوں کی جبینوں پر
بطوں کا دیدنی ہے رقص تالابوں کے سینوں پر

چمن میں ہر طرف شبنم کے موتی جھلملاتے ہیں
نسیمِ صبح کے جھونکے دلوں کو گدگداتے ہیں
کبھی جاتی ہے آنکھوں میں گُل و لالہ کی رعنائی
کہ جیسے درحقیقت خاک پر جنت اُتر آئی
لٹاتے ہیں دُرِ خوش آب گلزاروں کے فوارے
خوشی سے جگمگاتے ہیں ثوابت ہوں کہ سیارے
بہارِ شبنمِ گُل چور ہے کیفِ جوانی میں
نہا کر جیسے آئی ہے ابھی کوثر کے پانی میں
بھلائی کا اُجالا اپنے مرکز پر سمٹ آیا
شبابِ رفتۂ عالم پلٹ آیا پلٹ آیا
خوشی کے گیت گائے جا رہے ہیں آسمانوں پر
درودوں کے ترانے ہیں فرشتوں کی زبانوں پر

ذکرِ جمیل

سجائی جا رہی ہے محفلِ ہستی قرینے سے
وہ جلوے کارفرما ہیں گزر جائیں جو سینے سے

طرب کے جوش سے ایک ایک ذرہ مسکراتا ہے
زمیں کی آج قسمت پر فلک کو رشک آتا ہے

زمیں سے آسماں تک نور کی بارش ہی بارش ہے
کسی کی بے نیازی آج سرگرمِ نوازش ہے

ستاروں کے کنول جلوہ فگن رنگیں و سادہ ہیں
فرشتے بہرِ استقبال ہر سُو ایستادہ ہیں

اشارے ہو رہے ہیں گلشنِ جنت کے پھُولوں میں
وہ رعنائی نظر آتی ہے، مکہ کی ببولوں میں

برستے ہیں گہر انوار کے میزابِ رحمت سے
کبوتر رقص میں ہیں بامِ کعبہ پر مسرت سے

ستارہ اوج پر ہے، سنگِ اسود کی سیاہی کا
کہ جیسے بھید کھل جائے کسی کی بیگناہی کا
مسرت کے اثر سے مثلِ صبحِ خلد ہیں خنداں
حرم کے در، منا کی وادیاں، عرفات کا میداں
ازل کی صبح آئی جلوہِ شامِ ابد بن کر
کیا ہستی کے محور پر جہاں نے آخری چکر
زمانہ کی فضا میں، انقلابِ آخری آیا
نچھاور کر دیا قدرت نے سب فطرت کا سرمایا
ابھی جبریلؑ اترے بھی نہ تھے کعبہ کے منبر سے
کہ اتنے میں صدا آئی یہ عبد اللہ کے گھر سے
مُبارک ہو شہِ ہر دو سرا تشریف لے آئے
مُبارک ہو محمدؐ مصطفےٰ تشریف لے آئے

مُبارک غمگسارِ بیکساں تشریف لے آئے

مُبارک ہو شفیعؐ عاصیاں تشریف لے آئے

مُبارک ہو نبیؐ آخری تشریف لے آئے

مُبارک ہو جہاں کی روشنی تشریف لے آئے

مُبارک مظہرِ شانِ اَحد تشریف لے آئے

مُبارک فاتحِ بدر و اُحد تشریف لے آئے

مُبارک ہادیٔ دینِ مبیں تشریف لے آئے

مُبارک رحمۃ للعالمینؐ تشریف لے آئے

مُبارک ہو شہِ کون و مکاں تشریف لے آئے

مُبارک وجہِ تخلیقِ جہاں تشریف لے آئے

مُبارک رہبروں کے پیشوا تشریف لے آئے

مُبارک شمعِ بزمِ انبیاء تشریف لے آئے

مُبارک دستگیرِ بے نوا تشریف لے آئے
مُبارک دردمندوں کی دوا تشریف لے آئے
مُبارک مخبرِ صادق لقب تشریف لے آئے
مُبارک سیدِ والا نسب تشریف لے آئے
مُبارک چشمۂ صدق و صفا تشریف لے آئے
مُبارک ہبطِ وحی خدا تشریف لے آئے
مُبارک عرش کے مسند نشیں تشریف لے آئے
مُبارک بزم خلوت کے مکیں تشریف لے آئے
مُبارک خاتمِ پیغمبراں تشریف لے آئے
مُبارک ہو امیرِ کارواں تشریف لے آئے
مُبارک زندگی کا مدعا تشریف لے آئے
مُبارک ہو کہ محبوبِ خدا تشریف لے آئے

مُبارک پیکر صبر و رضا تشریف لے آئے
مُبارک جدِّ شاہ کربلاؓ تشریف لے آئے
مُبارک قبلۂ ارباب دیں تشریف لے آئے
مُبارک صادق الوعد وامیں تشریف لے آئے
مُبارک صبح کو شمس الضحیٰؐ تشریف لے آئے
مُبارک رات کو بدرالدجیٰؐ تشریف لے آئے
مُبارک کاشفِ اسرارِ حق تشریف لے آئے
مُبارک مظہرِ انوارِ حق تشریف لے آئے
مُبارک دافعِ رنج و الم تشریف لے آئے
مُبارک صاحبِ جود و کرم تشریف لے آئے
مُبارک ہو رسُولِ محتشم تشریف لے آئے
مُبارک ہو نبیؐ محترم تشریف لے آئے

مُبارک قاسمؐ خلد و جناں تشریف لے آئے

حریمِ قدس کے ساکن کہاں تشریف لے آئے

وہ آئے جن کے آنے کی زمانہ کو ضرورت تھی

وہ آئے جن کی آمد کے لیے بے چین فطرت تھی

وہ آئے نغمۂ داؤدؑ میں جن کا ترانہ تھا

وہ آئے گریۂ یعقوبؑ میں جن کا فسانہ تھا

وہ آئے مہرِ عالمتاب تھا جن کا حسیں چہرا

وہ آئے جن کے ماتھے پر شفاعت کا بندھا سہرا

وہ آئے جن پہ حق کے فضل کی تکمیل ہونی تھی

وہ آئے جن کے ہاتھوں کفر کی تذلیل ہونی تھی

وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادیِ بطحا

وہ آئے جن کے قدموں کے لیے کعبہ ترستا تھا

وہ آئے جن کی ٹھوکر پر تھا وہ سطوتِ دارا
وہ آئے جن کے آگے سرد ہر باطل کا انگارا
وہ آئے جن کی آمد ظلم کو پیغامِ بربادی
وہ آئے جن کا آنا دہر کو اعلانِ آزادی
وہ آئے جن کا آنا باعثِ الطافِ یزداں تھا
وہ آئے جن کی پیشانی کا ہر خط شرحِ قرآں تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود میں خلوت کی پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرشِ اعظم پر اُجالا تھا
وہ آئے جن کو ابراہیمؑ کا نورِ نظر کہیئے
وہ آئے جن کو اسمٰعیل کا لختِ جگر کہیئے
وہ آئے جن کے آنے کو گلستاں کی سحر کہیئے
وہ آئے جن کو ختم الانبیا خیر البشر کہیئے

وہ آئے جن کے ہر نقشِ قدم کو رہنما کہیے
وہ آئے جن کے فرمانے کو فرمانِ خدا کہیے
وہ آئے جن کو رازِ کن فکاں کا پردہ در کہیے
وہ آئے جن کو حق کا آخری پیغامبر کہیے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

سلام اُس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اُس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اُس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اُس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اُس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دی

سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دعائیں دی

سلام اُس پر کہ دشمن کو حیاتِ جاوداں دے دی

سلام اُس پہ ابُوسفیان رضؓ کو جس نے اماں دے دی

سلام اُس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں

سلام اُس پر ہوا مجروح جو بازار طائف میں

سلام اُس پر وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے

سلام اُس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے

سلام اُس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا

سلام اُس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اُس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اُٹھاتا تھا

سلام اُس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

سلام اُس پر جو اُمّت کے لیے راتوں کو روتا تھا
سلام اُس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اُس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے
سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی
سلام اُس پر کہ تھا "الفقر فخری" جس کا سرمایا
سلام اُس پر کہ جس کے جسمِ اطہر کا نہ تھا سایا
سلام اُس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اُس پر بُروں کو جس نے فرمایا "یہ میرے ہیں"
سلام اُس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی
سلام اُس پر کہ جس کی سنگپاروں نے گواہی دی

سلام اُس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا
سلام اُس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا
سلام اس پر فضا جس نے زمانہ کی بدل ڈالی
سلام اُس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی
سلام اُس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو
سلام اُس پر کہ ساکن کر دیا طوفاں کی موجوں کو
سلام اُس پر کہ جس نے کافروں کے زور کو توڑا
سلام اُس پر کہ جس نے پنجۂ بیداد کو موڑا
سلام اس پر سرِ شاہنشہی جس نے جھکایا تھا
سلام اُس پر کہ جس نے کفر کو نیچا دکھایا تھا
سلام اُس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا
سلام اُس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا

سلام اُس پر بھلا سکتے نہیں جس کا کبھی احساں
سلام اُس پر مسلمانوں کو دی تلوار اور قرآں

سلام اُس پر کہ جس کا نام لے کر اُس کے شیدائی
الٹ دیتے ہیں تختِ قیصریت اوج و ارائی

سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سر فروشی کے فسانے میں

سلام اُس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا
مسلماں کا یہی ایماں یہی مقصد یہی شیوا

سلام اُس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سُنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدؓر کے افسانے

درود اُس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل و جاں ہے
درود اُس پر کہ جس کے خُلق کی تفسیر قرآں ہے

درود اُس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی
درود اُس پر کہ جس کے ذِکر سے سیری نہیں ہوتی
درود اُس پر تبسم جس کا گُل کے مُسکرانے میں
درود اُس پر کہ جس کا فیض ہے سارے زمانے میں
درود اُس پر کہ جس کا نام لے کر پھول کھلتے ہیں
درود اُس پر کہ جس کے فیض سے دو دوست ملتے ہیں
درود اُس پر کہ جس کا تذکرہ عین عبادت ہے
درود اُس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے
درود اُس پر کہ جو تھا صدرِ محفل پاکبازوں میں
درود اُس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اُس پر مکینِ گنبدِ خضرا جسے کہئے
درود اُس پر شبِ معراج کا دُلہا جسے کہئے

درود اُس پر جسے شمعِ شبستانِ ازل کہئے
درود اُس پر ابد کی بزم کا جس کو کنول کہئے
درود اُس پر بہارِ گلشنِ عالم جسے کہئے
درود اُس ذات پر فخرِ بنی آدم جسے کہئے
رسولِ مجتبیٰ کہئے محمد مصطفیٰ کہئے
وہ جس کو ہادیٔ "دع ماکدر خذ ما صفا" کہئے
درود اُس پر کہ جو ماہر کی امیدوں کا ملجا ہے
درود اُس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

مردِ مومن

(ایک نا تمام نظم کے چند اشعار)

مردِ مومن مالکِ خشک و تراست
مردِ مومن نائبِ پیغمبر است
ہر نگاہِ مردِ مومن انقلاب
گلشنِ ہستی ازو یابد شباب
مردِ مومن در عمل چوں موجِ آب
فطرتِ بیتاب او بوئے گلاب
مردِ مومن را محمدؐ ابتداست
مردِ مومن را محمدؐ انتہاست

تہذیبِ حاضر

سے

خطاب

دشمنِ عیش و طرب ہے گردشِ لیل و نہار
خاک کے تودوں میں ہے تہذیبِ بابِل کا مزار
رومتہ الکبریٰ کے کھنڈروں کا پتہ ملتا نہیں
اُڑ چکا کب کا ہوا میں قیصریت کا غُبار

نینوا کے قصر و ایواں اور کسریٰ کے محل
کس قدر ثابت ہوئے اُس دہر میں ناپائدار
عظمتِ فرغانہ باقی ہے نہ فرسام وکے
لٹ چکی کب کی عراقی مرغزاروں کی بہار
آلِ سیزر کا پتہ دے گی نہ شاید یہ زمین
جس کے سینہ میں نہاں ایسے ہزاروں ہیں مزار
اِس زمیں پر جن کی چوکھٹ چومتا تھا آسماں
صفحۂ تاریخ کی سطریں ہیں اُن کی یادگار
جن کے ماتھے کی شکن سے کانپ جاتا تھا جہاں
درسِ عبرت اہلِ بینش کو ہے اُن کا حالِ زار
تھی مہیا ہر جگہ جن کے لیے پھولوں کی سیج
اُن کے مستقبل کا عنواں زحمتِ خاشاک و خار

محفلوں میں وقف تھے ساقی گری کے واسطے
مہوشانِ شوخ فطرت، شاہدانِ گلعذار
چھیڑتے تھے مطربانِ باکمال و خوش گلو
سازِ رنگیں، بربط و قانون و دف عود و ستار
جن کی دنیا رقص، نغمہ، بوئے گل، صہبا و جام
جن کا مشرب عیش و مستی لذت و کیف و خمار
اُن کو دیکھا ہم نے اس دنیا میں با حالِ تبا۔
اُن کو آخر کر لیا قانونِ قدرت نے شکار
دیکھ! پھر دنیا نے کروٹ لے کے اک انگڑائی لی
ہوشیار اے نخوتِ تہذیب حاضر ہوشیار
آندھیاں چلنے لگیں تیری بدولت جنگ کی
تیرے ہاتھوں کس قدر انسانیت ہے بیقرار

خونِ انساں سے تری تاریخ لکھی جائے گی
ہر کھنڈر مغرب کا ہے تیرے جنوں کی یادگار

اب تجھے چلنا پڑے گا دھار پر تلوار کی
خون میں تڑپے گی تیرے رقص خاتوں کی بہار

ناز تھا تجھ کو بڑا سائنس کی ایجاد پر
اب وہی ایجاد تجھ کو کر رہی ہے خود شکار

کھل چکا ہے دہر پر تیری بناوٹ کا فریب
اب فضا دُنیا کی ہے تیرے لیے ناسازگار

تو نے شبنم بن کے دنیا کو بہت دھوکا دیا
کتنا خوں آشام ہے تیرا مزاجِ شعلہ بار

تو نے اپنی رنگ رلیوں میں ذرا پروا نہ کی
تجھ کو دی مُہلت خدائے منتقم نے بار بار

خود تراشیدہ خیالوں کی ہے اک جوئے کم آب
جس کو سمجھی ہے سیاست بحرِ ناپیدا کنار
جذب کر سکتی نہیں شبنم کو سورج کی کرن
فطرتِ شبنم میں بس جائے اگر خوئے شرار
ہو گئیں بیدار وہ قوتیں جو شبنم طبع تھیں
جن کی نرمی پہ تجھے حاصل تھا پورا اختیار
یہ زمانہ اب پلٹ کر بھی نہ دیکھے گا تجھے
گوندھتا ہے کون مرجھائے ہوئے پھولوں کے ہار
جن میں رکھے تھے چھپا کر تو نے نشتر تیز تیز
خود بخود وہ آستینیں ہو رہی ہیں تار تار
دیکھ! وہ تہذیب سے تہذیب ٹکرانے لگی
امن مجھ کو چاہیئے ہر قوم چلانے لگی

امن کا مرکز جہاں میں دامنِ اسلام ہے
ہاں! وہی اسلام جو تیرے یہاں بدنام ہے

امن ناممکن محمدؐ کی غلامی کے بغیر
جن کی رحمت جن کی شفقت اس جہاں میں عام ہے

منزلِ اخلاق کو سمجھی ہے تو دشوار تر
اور یہاں پردہ بقدرِ وسعتِ یک گام ہے

فتح مکہ میں کیا تھا قاتلوں کو بھی معاف
یہ روا داری فقط اسلام ہی کا کام ہے

حرف "الا اللہ" خود ہے خیر و برکت کا ثبوت
ہر بھلائی کا عمل اسلام ہی اسلام ہے

پھر نئے سر سے جہاں میں انقلاب آنے کو ہے
پھر حرا کے غار سے حق کا خطاب آنے کو ہے

ایک صف میں کر دیئے تھے جس نے فاروقؓ و بلالؓ
پھر زمانہ میں وہ دورِ کامیاب آنے کو ہے

اے مشامِ جان فطرت صد سلام و صد درود
پھر حجازی باغ سے بوئے گلاب آنے کو ہے

نہر زرقا[1] سے ہواؤں نے بھری ہیں چھاگلیں
گلشنِ ہستی مبارک ہو سحاب آنے کو ہے

پھر حجازی میکدے سے شورِ "الکوثر" اُٹھا
تشنہ کاموں کی طرف دورِ شراب آنے کو ہے

بارک اللہ! غازہ توحید پھر ہو گا عطا
اے عروس دہر خوش ہو جا شباب آنے کو ہے

---

[1] مدینۂ منورہ کی نہر کا نام۔

دیکھنا! پھر کفر کے خیبر میں ہل چل پڑ گئی
زندگی بن کر جلالِ بوترابؓ آنے کو ہے

بدر کے میداں میں رکھدی جس نے بنیادِ حیات
وہ جلالت پھر بہ رنگِ انقلاب آنے کو ہے

شکر ہے مآھر کی کوشش ہو رہی ہے کامیاب
میری نظموں کا مدینہ سے جواب آنے کو ہے

کوئے نبیؐ میں اس طرح جانا نہ چاہیئے
اک اک قدم پہ سجدۂ شکرانہ چاہیئے

اک لمحہ اُن کی یاد سے غفلت ہے معصیت
آٹھوں پہر تصورِ جانانہ چاہیئے

مخمور جس شراب سے تھے بوذرؓ و بلالؓ
مُجھ کو اُسی شراب کا پیمانہ چاہیئے

جالی سے چھن رہا ہے وہ نورِ مزارِ پاک
ایسے میں صرف جرأتِ پروانہ چاہیئے

پی تو لیا ہے بادۂ حُبِ نبیؐ کا جام
اب اس کے بعد ہوش میں آنا نہ چاہیئے

ممکن نہیں جو اُن کی طرف سے نہ ہو کشش
اندازِ گفتگو کا سلیقہ نہ چاہیئے

ماہرؔ غم و الم سے ہو کتنا ہی دل نڈھال
شکوہ مگر زبان پہ نہ لانا چاہیئے

تین شعر

زندگی میں جو کوئی سخت مقام آتا ہے
اُس گھڑی لب پہ محمدؐ ہی کا نام آتا ہے
صبر کر اے دلِ بے تاب! نہ اتنا گھبرا
اب کوئی دم میں مدینہ سے پیام آتا ہے
میں سرِ حشر کچھ اس شان سے پہنچا ماؔہر
شور اُٹھا کہ محمدؐ کا غلام آتا ہے

حرّیتِ کاملہ کا مبلغِ اعظم ؐ

ذلیل جذبات کی فضا میں ضمیر خوابیدہ ہو چکا تھا
دماغِ انساں کا ہر تخیُّل ہوس کی ظلمت میں گھِر گیا تھا
بیاضِ اخلاق منتشر تھی، نظامِ بزمِ حیات برہم
غریب تھے ذِلّت سراپا، امیر تھے نخوت مُجسّم
جفا کے بادل گھِرے ہوئے تھے گھٹا غلامی کی چھا رہی تھی
ستم کی بجلی تڑپ تڑپ کر وفا کا خرمن جلا رہی تھی

تباہیوں کا تھا اک مرقع، غلام قوموں کا حال بدتر
رگوں میں نشتر، چھری گلے پر، ضمیر بے تاب، روح مضطر
غریب پامال ہو رہے تھے جفا کے ہاتھوں کچھ اس طرح سے
کہ جیسے چٹکی میں کوئی لے کر گلاب کے پھول کو مسل دے
یہ ہم نے مانا ستم رسیدوں کی تھیں بہت دردناک چیخیں
مگر غرض تھی کسے جو سنتا حریمِ عشرت کے قہقہوں میں
پلٹ چکا تھا نظامِ عالم، بدل چکی تھی فضائے دنیا
جہانِ ہستی کا ذرہ ذرہ، طلسم اک نسل و رنگ کا تھا
غلام و آقا کے درمیاں تھی خلیجِ عجز و غرور حایل
اِدھر جبینِ عاجزی سراپا، اُدھر نظر میں غرورِ باطل
یہ دیکھ کر گرمیِ معاصی خدا کی غیرت کو جوش آیا
اُمنڈ اُٹھے رحمتوں کے چشمے، اُبل پڑے حریت کے دریا

فضا غلامی کی کانپ اُٹھی، اک انقلاب آ گیا جہاں میں
امارتوں کی بلندیوں نے جھکا ہی دیں خاک پر جبینیں
جھکی اُخوت کے آستاں پر مداین و نینوا کی سطوت
اُتر گیا چشم خود سری سے خمارِ صہبائے قیصریت
گزر گیا حریت کا طوفان غرور و نخوت کی چوٹیوں سے
اُبھر کے پہنچیں بلندیوں پر غلام اقوام پستیوں سے
حبیبؐ حق کے نثار جاؤں بدل دیا یوں نظام دنیا
کھڑے کئے ایک صف میں لا کر امیر و مفلس غلام و آقا
اِدھر علیؓ کے قریب اُسامہؓ ابو ہریرہؓ کے پاس عثمانؓ
اِدھر عمرؓ اور بلالؓ حبشی جناب بو بکرؓ اور سلمانؓ
طلسم جبر و ستم کے توڑے، مٹا دئے نقش ذلتوں کے
بتا دیا راز زندگی کا سکھا دئے گُر ترقیوں کے

ہوئی مساوات کی وہ بارش کہ بھر دئیے جس نے دشت و صحرا
پہاڑ کے ہو گیا مقابل جہاں کا اک اک حقیر تنکا
بدل گئیں نغمۂ طرب سے ستم رسیدوں کی آہ و شیون
کئے گئے عرصۂ جہاں میں اصولِ جمہوریت[1] مدوّن
سلام اے حرّیت کے داعی سلام اے رحمتِ مُجسّم
سلام اے مرکزِ اُخوّت سلام اے رحمتِ دو عالم

---

[1] قرآنی حکومت

نذرِ عقیدت

نبیؐ دوسرے پیشوا بن کے آئے
محمدؐ مگر مصطفیٰؐ بن کے آئے
کہیں قاب قوسین کا راز کھولا
کہیں معنیٔ ہَلْ اَتیٰ بن کے آئے
کبھی عرش کے کنگروں کو سنوارا
کبھی شمعِ غارِ حرا بن کے آئے

کہیں "لی مع اللہ" کا ساز چھیڑا
کہیں "شرحِ قالو بلیٰ" بن کے آئے
کبھی محفل ابتدا کو سجایا
کبھی نقطۂ انتہا بن کے آئے
وہ کہ کی سختی و طایف کا منظر
محمدؐ خدا کی رضا بن کے آئے
امیروں کو رازِ اُخوّت بتایا
غریبوں کے حاجت روا بن کے آئے
کہیں عفو و رحمت کے جلوے دکھائے
کہیں وہ نبرد آزما بن کے آئے
نجاشیؓ بھی خادم ابوذرؓ بھی خادم
وہ سلطان شاہ و گدا بن کے آئے

کہیں بدر و خندق میں فوجیں لڑائیں
کہیں صُلح کا سلسلہ بن کے آئے
کبھی دشت میں بکریوں کو چرایا
کبھی دہر کے پیشوا بن کے آئے
زمانہ کی سُوکھی ہوئی کھیتیوں پر
گھٹا بن کے برسے ہوا بن کے آئے
انہی کی محبّت ہے ایمان ماہرؔ
جو کونین کا مُدعا بن کے آئے

ہم کہ تھے کُفر کی عظمت کو مٹانے والے
دھجیاں پرچمِ کسریٰ کی اُڑانے والے
شورِ تکبیر سے دنیا کو ہلانے والے
نزع کے وقت بھی تلوار چلانے والے
حق کی آوازِ خدائی کو سنانے والے
یاد کرتے ہیں ہمیں اب بھی زمانے والے

ذکرِ جمیل

ہم نے پامال کیا روم و مداین کا شکوہ
نامِ مُسلم سے لرزتے تھے شیاطیں کے گروہ

ہم نے مغلوب کیا کفر کا اک اک انبوہ
اس میں صحرا ہو سمندر ہو کہ ہو قُلّہ و کوہ

ہم جھجکتے نہ تھے شاہوں کے بھی درباروں میں
کود پڑتے تھے چمکتی ہوئی تلواروں میں

خاک کی سطح سے گرتوں کو اُٹھا دیتے تھے
ہم اسیروں کو مصیبت سے چھڑا دیتے تھے

ہم جسے مہر و محبت کا صلہ دیتے تھے
اُس کو ہم زندۂ جاوید بنا دیتے تھے

ہم نے فاقہ میں بھی بھوکوں کو سکوں بخشا ہے
ہم سمجھتے تھے کہ تقدیر کا منشا کیا ہے

ہم نے مغرب کے درندوں کو بنایا انساں
روحِ تہذیب پہ اب تک ہے ہمارا اِحساں

اللہ اللہ! زمانہ میں ہمارے ساماں
اک طرف تیغ تھی اور دوسری جانب قرآں

کام جب جذبۂ توحید سے ہم لیتے تھے
ہم زمانہ کے مقدر کو بدل دیتے تھے

ہم نے عالم کو سکھائے تھے خرد کے آداب
ہم نے اس دہر میں کانٹوں کو بنایا تھا گلاب

ہم نے دنیا کو پلائی تھی محبت کی شراب
ہم نے کھولی تھی زمانہ میں رہِ حق و صواب

ہم زمانہ میں جدھر سے بھی گزر جاتے تھے
عدل و اخلاق کے واں پھول بکھر جاتے تھے

یاد ہے دہر کو غرناطہ و بغداد کا حال
آج تک پیش نہ کی جس کی زمانہ نے مثال

ہم سے ظاہر ہوا انسان کی قدرت کا کمال
بن گئی انجمنِ جوشِ عمل، بزمِ خیال

ہم نے چادر رُخِ فطرت سے ہٹا ڈالی تھی
ہم نے تہذیب و تمدن کی بنا ڈالی تھی

ہم میں اخلاق سیاست بھی حکومت بھی تھی
سطوتِ کفر بھی تھی شانِ امارت بھی تھی

ہر جفا کار سے ٹکرانے کی قوت بھی تھی
مختصر یہ ہے کے مرجانے کی ہمت بھی تھی

صاحبِ تیغ بھی تھے واقفِ ہر راز بھی تھے
ہم میں فاروقؓ بھی تھے خالدِؓ جانباز بھی تھے

ہم وہی ہیں مگر اگلی سی کوئی بات نہیں
اب نہ وہ چشمِ بصیرت ہے نہ دُنیا ہے نہ دیں
امن مِلتا نہیں دُنیا میں مُسلماں کو کہیں
المدد ختمِ رسُلؐ گنبدِ خضریٰ کے مکیںؐ

آپ چاہیں تو ابھی کام بنا جاتا ہے
آپ کے حکم سے سورجؑ بھی پلٹ آتا ہے

یا نبیؐ چار طرف غم کی فراوانی ہے
ظلم کا زور ہے اور کُفر کی طُغیانی ہے
اہلِ باطل کے لیے عیش ہے آسانی ہے
جانِ مُسلم کو مصیبت ہے پریشانی ہے

ا۔ تاریخی تلمیح۔

چین ملتا نہیں کعبہ کے نگہبانوں کو
سخت مشکل ہے زمانہ میں مُسلمانوں کو

ہم ہیں پامال جفا آپ کی رحمت کی قسم
ہم بہت زار ہیں فاروقؓ کی سطوت کی قسم
نزغ کفر ہے حیدرؓ کی شجاعت کی قسم
سخت مجبور ہیں اللہ کی قدرت کی قسم

غم فلسطیں کا ناسور بنا جاتا ہے
آپ کا عشق بھی بدنام ہوا جاتا ہے

واسطہ اُس کا جسے دشت میں پانی نہ ملا
لوگ کہتے ہیں جسے بادشہ کرب و بلا
واسطہ اُس کا نہ تھی جس کی ذرا سی بھی خطا
عین سجدے میں جسے ذبح کیا واویلا

دل ہے بے تاب اُسی برق تجلّی کے لیے
آپ فرمائیں دعا عشرتِ ماضی کے لیے
کیا کروں ضبط سے تھی جان مری وقفِ عذاب
میرا مُنھ اور کروں روحِ محمدؐ سے خطاب
جس طرح روشنی چھپ سکتی نہیں زیرِ حجاب
میں نے بھی فکر کے چہرے سے اُٹھادی ہے نقاب
نظمِ ماهر به هر آئین جهانے دارد
یعنی این ناوکِ فریاد کمانے دارد

چار سُو اللہ کی رحمت کا بادل چھا گیا
پھر محمدؐ کی ولادت کا زمانہ آگیا

کس نے دی فاران اللہ اکبر کی صدا
نعرۂ تکبیر سے سارا جہاں تھرا گیا

خود بخود مٹنے لگا جھوٹے خداوں کا فریب
کُفر کے ماتھے پہ گھبرا کر پسینہ آگیا

اپنے مرکز کی طرف انسانیت پھر آ گئی
حسن دل کی آتشِ نم خوردہ کو بھڑکا گیا

دیکھ کر مہرِ نبوت کی جہاں آرائیاں
سنگِ اسود کے لبوں پر بھی تبسم آ گیا

تاجدارِ انبیاؑ کے خیر مقدم کیلیے
آسماں وقتِ سحر تاروں کا ینہ برسا گیا

اُس کے جلووں کی ضرورت آج بھی دنیا کو ہے
جو زمانہ میں اُجالہ ہر طرف پھیلا گیا

بدر کے میداں میں خود آ کر وہ روحِ کائنات
ہم مسلمانوں کو رازِ زندگی سمجھا گیا

سادگی و خلق میں جو آپ تھا اپنی نظیر
جس کو فرشِ خاک پر سوتے ہوئے دیکھا گیا

تھا جو سرتا پا صدائے اشھد ان لا الٰہ
جس کا کلمہ زندگی بن کر جہاں پر چھا گیا
درحقیقت میری بخشش کی کوئی صورت نہ تھی
سچ یہ ہے ماھرؔ کی عشق مصطفےٰ کام آگیا

حضرت محمدؐ رسول اللہ جس انقلاب کے پیغمبر تھے وہی حقیقی اور آخری انقلاب تھا اس کے بعد جتنے انقلاب بھی دنیا میں آئے آرہے ہیں یا آئیں گے وہ بالکل وقتی اور ہنگامی ہیں جن کو زندگی کے مسائل کی اساس بنانا انتہائی خطرناک غلطی ہے

ماہر

جہاں سے نقشِ خودی کے مٹا دیئے تو نے
چراغِ مجلسِ عرفاں کے جلا دیئے تو نے
قدم قدم پہ تجلی کی رُوح دوڑا دی
روش روش پہ گلستاں کھلا دیئے تو نے

وہ سر کے جن میں بھری تھی ہوائے کبر غرور
خدا کے سامنے لاکر جھکا دئے تو نے
عرب کی خاک کو خُلد و جناں بنا ڈالا
لطافتوں کے خزانے لٹا دئے تو نے
جہاں کو درس دیا زندگیٔ سادہ کا
تکلفات کے پُرزے اُڑا دئے تو نے
تری نگاہ کے قرباں کہ مل گئی تسکیں
ترے نثار کے روتے ہنسا دئے تو نے

چیست ہستی؟

("محسوساتِ ماہر" میں اس نظم (مردِ مومن) کے صرف چار)
شعر شائع ہوئے تھے)

چیست ہستی اضطراب و انقلاب
بوئے گُل، برقِ تپاں و موجِ آب
بوئے گُل خود را پریشاں می کند
ہر فضا را عطر افشاں می کند
برق در ظلمت فشاند نور را
رہ نماید رہروِ مجبور را

موج را مرگ است یک لحظہ قرار
زندگیٔ موجِ پیہم انتشار
بوئے گل شو، برق شو، یا موج شو
بعد ازیں در منزلِ ہستی برو
زندگی را از عمل آراستند
جام چوں از موجِ مے پیراستند
گوشۂ صبر و قناعت را مگیر
ہمچو راہب کنج خلوت را مگیر
از عمل شمع تمنا بر فروز
تا شود شبہائے تو مانندِ روز
مردِ مومن مالکِ خشک و تر است
مردِ مومن نائبِ پیغمبر است

مردِ مومن در عمل چوں موج آب
فطرتِ بے تاب او بوئے گلاب
مردِ مومن مشعلۂ جوّالہ ایست
در کتاب اُو سکوں را نام نیست
مردِ مومن را محمدؐ ابتد است
مردِ مومن را محمدؐ انتہا ست

دربارِ اقدس میں!

اے کہ ترے کرم سے ہیں پست و بلند مستفید
اے کہ ترا وجود ہے وجہِ ظہورِ کائنات
کھول دئے اک آن میں تو نے حقیقتوں کے راز
ایک نظر میں توڑ دی تو نے حدِ تعینات
گردشِ چرخِ چنبری اُس کا نہ کچھ بھی کر سکی
تو نے بنگاہِ لطف سے بخش دیا جسے ثبات
اے کہ ترے ظہور نے دہر سے محو کر دئے
کفر کے سب تکلفات، شرک کے سب توہمات

صلِّ علیک، یا نبیؐ روزِ ازل دیا گیا
تیرے اصول کو خلود، تیری حدیث کو ثبات

دہر کو جگمگا دیا، طُور کو گرد کر دیا
قُلّۂ بُوقبیس پر اُف رے تری تجلیات

عزم کا تیرے پرتوا شانِ جلالِ حیدریؓ
صبر کا تیرے آئینہ غربتِ تشنۂ فرات

تیرے جلال کے حضور سطوتِ روم سجدہ ریز
تیرے قدم پہ جبہہ سا شان و شکوہِ سومنات

کب سے کرم کا منتظر ماہرِ نامراد ہے
اس کی طرف بھی یا نبیؐ گوشۂ چشمِ التفات

پیغمبرِ انسانیتؐ

تیرے جلووں سے عبارت بزمِ ہستی کا چراغ
اے کہ تیرے دم سے وابستہ نظامِ کائنات
تیرے ملفوظات کا ہر نقطہ روحِ سرمدی
تیرے ارشادات کا ہر حرف ہے جانِ ثبات
اُنگلیاں تیری بہا دیں چشمۂ صدق و صفا
تیرے جلوے جگمگا دیں کفر کی تاریک رات
تیرے صدقے تونے کی تنظیمِ بزمِ زندگی
تیرے قرباں تونے دی ترتیب اجزائے حیات

تیرے رشحاتِ کرم کا پرتو اگنگ و جمن
تیرے ابرِ فیض کی مرہون ہیں نیل و فرات
تیری شوکت کا نچھاور شانِ بغداد و دمشق
تیری عظمت کا تصدق عظمتِ مصر و ہرات
کُفر کی ظلمت کو فانوسِ تجلّا کر دیا
آدمیت کا جہاں میں بول بالا کر دیا
تو نے سوکھی پتیوں میں پھونک دی روح حیات
تو نے ذرّوں کو بنایا رُد کشِ صد آفتاب
تیرے فیضِ تربیت کا عکس ہے عزمِ حسینؓ
زندگی کا تیری اک پہلو ہے فقر بُو ترابؓ
وحشیوں کو واقفِ تہذیبِ فطرت کر دیا
بارک اللہ تو نے کانٹوں کو بنا ڈالا گلاب

تو نے بخشا لُطف سے بے تاب روحوں کو سکوں

تو نے اطمینان سے بدلا دلوں کا اضطراب

تو نے فرمایا کہ ہیں یہ طور فتحِ زیست کے

تو نے سمجھایا کہ یُوں ہوتی ہیں قومیں کامیاب

تو نے رنگِ جہل کو فانوسِ عرفاں کر دیا

تو نے بخشی چہرۂ انسانیت کو آب و تاب

نام لیوا ہیں ترے پامالِ صد رنج و محن

یک نظر یَا رَحمۃ اللعٰلمین بر ما فگن

غزل

جہاں میں کس پہ مری چشمِ انتخاب نہیں
محمدِؐ عربی کا مگر جواب نہیں
شفیعِؐ روزِ قیامت کا نام کافی ہے
گنا ہگار کو اندیشۂ حساب نہیں
نہ جانے حُسن کو شوق و طلب ہے کیوں لاگ
جہاں نگاہ نہیں ہے وہاں حجاب نہیں

شریعتِ نبویؐ کیا ہے آخری قانون
یہ بزم وہ ہے جہاں کوئی انقلاب نہیں
گناہ کرکے نہ پہنچا ضمیر کو صدمے
کہ اس عذاب سے بڑھکر کوئی عذاب نہیں
میں ایسے شوق سے بے شوق و آرزو اچھا
ترے حضور میں جو شوق باریاب نہیں
بنا دیا مجھے مداح مصطفےٰ ماہر
یہ کیوں کہوں کہ دُعا میری مستجاب نہیں

جانوروں سے حسنِ سلوک

احمدِ مرسل، نبیٔ انس و جاں
رحمتِ عالم پناہِ بے کساں
ایک دن اک باغ میں پہنچے حضورؐ
بن گیا ہر ذرہ رشکِ شمعِ طور
اللہ اللہ سطوتِ شاہِ انام
ڈالیاں جھکنے لگیں بہرِ سلام
اے زہے! رنگینیٔ نقشِ قدم
جس پہ قرباں تربتِ باغِ ارم

واہ کیا انداز تھے رفتار کے
خاک کے ذرے گُلستاں بن گئے
صحن میں اُس باغ کے اک اونٹ تھا
صدمۂ جوع و عطش میں مُبتلا
بلبلا اُٹھا ستم کش جانور
رحمتِ عالم کو آتا دیکھ کر
آئے سردارِ جہاں اُس کے قریب
جاگ اُٹھے اونٹ کے خفتہ نصیب
سر پہ اُس کے ہاتھ پھیرا پیار سے
جانِ رحمت، راحتِ کونین نے
اللہ اللہ! دستِ شفقت کا اثر
بے زباں نے رکھ دیا قدموں پہ سر

ہو گئے بے چین سردارِ عرب
اونٹ کے مالک کو فرمایا طلب
خدمتِ اقدس میں وہ حاضر ہوا
اُس سے یوں حضرت نے سختی سے کہا
بے زباں کا اور یہ حالِ حزیں
غالبًا تجھ کو خدا کا ڈر نہیں
سُن کے یہ ارشاد مالک کانپ اُٹھا
کام اِس جُملہ نے نشتر کا کیا
کی گئی تعمیلِ ارشادِ نبیؐ
اونٹ کو تسکین حاصل ہو گئی
اسلام اے فاتحِ بدر و تبوک
جانور کے ساتھ یہ حُسنِ سلوک

السلام اے رَحمۃ اللِعٰلمین

السلام اے مرکزِ دنیا و دیں
السلام اے بیکسوں کے غمگسار
السلام اے قلبِ مضطر کے قرار
اے پناہِ خستہ حالی السلام
مظہرِ شانِ جمالی السلام
قادرِ مطلق کے پیارے السلام
بے سہاروں کے سہارے السلام
آپ کی اُمت ہے با حالِ تباہ
اِس طرف بھی اک عنایت کی نگاہ

——

صدقے ترے آئینہ ہستی کو نکھارا

قُربان ترے گیسوئے فطرت کو سنوارا

اللہ رے! تری شوکت و اجلال کا عالم

قدموں پہ ترے لوٹ گئی سطوت دارا

آتے ہی ترے دوڑ گئی خنکیٔ توحید

تھمتا ہی نہ تھا کفر کا چڑھتا ہوا پارا

تو نے ہی محبت کے سفینہ کو ترایا
ملتا ہی نہ تھا حُسن کے دریا کا کنارا
تاریخ کے صفحات کو بھی ناز ہے جس پر
اک گرتی ہوئی قوم کو اس درجہ اُبھارا
چلتی ہی رہے گی ترے احکام کی کشتی
بہتا ہی رہے گا ترے الطاف کا دھارا
اُس وقت کہ مٹھی میں تری سارا عرب تھا
کہتے ہیں ترا نانِ جویں پہ تھا گُزارا
اُس وقت بھی تھی تیری نبوت کی خُدائی
آدمؑ کی بھی تقدیر کا چمکا نہ تھا تارا
اب بھی تری عظمت پہ کٹا دیتے ہیں سر کو
اب بھی ہے ترا نام ہمیں جان سے پیارا

اب بھی ہیں تری نام کی عظمت کے فدائی
بغداد، فلسطین، سمرقند، بخارا
اے وہ کہ ترے ذکر میں تسکینِ دل و جاں
اے وہ کہ تری ذات دو عالم کا سہارا
اے وہ کہ ترے نام سے ٹلتی ہے مصیبت
ماہرؔ کی چشمِ عنایت کا اشارا

غزل

یہ بزمِ آب و گل جتنی بھی برہم ہوتی جاتی ہے
محمدؐ کی شریعت اور محکم ہوتی جاتی ہے

مدینہ کی زمیں میں جاذبیت کس غضب کی ہے
جبینِ شوق اک اک گام پر خم ہوتی جاتی ہے

مرے غم پر زمانہ کی ہزاروں عشرتیں قرباں
تصور میں نبیؐ کے آنکھ پر نم ہوتی جاتی ہے

مدینہ جانے والے! میری جانب سے یہ کہہ دینا
تمھاری یاد بھی اب مستقل غم ہوتی جاتی ہے

مری فردِ عمل پر ہے قیامت میں نظر اُن کی
طلوعِ صُبح ہے خود جذبِ شبنم ہوتی جاتی ہے

ہوئی ہے یاد میری آج شاید بزمِ اقدس میں
خلش ماہر دلِ بے تاب کی کم ہوتی جاتی ہے

ایک شعر

تیری وفا کی اک جھلک دستِ فگارِ فاطمہؓ
تیری معاشرت کی شان گردِ قبائے حیدریؓ

قالِ رسولؐ

مری نگاہ میں ہیں سب مسائلِ نظری
یہ ذہن و فکر کی جدت ہے وہ طلسمِ قدیم
ہوا کے دوش پہ جاتے ہوئے پیام و سلام
یہ برق و باد کی قوت کا عالمِ تنظیم
یہ اکتشاف کی دُنیا یہ تجربات کا دور
کہ ذرہ ذرہ ہے محوِ تجزّی و تقسیم
یہ نفسیات کی تحلیل فکر کی پرواز
محلِ غور ہے ترکیبِ احسنِ تقویم

فضا میں رقص کناں ہے دھواں مشینوں کا
اُلٹتی جاتی ہے سائنس پردہ ہائے حریم
نئے نئے یہ اصولِ سیاست و تہذیب
معاشرت کے مسائل کی جدتِ تعمیم
مگر یہ فلسفہ روحِ یقیں سے خالی ہے
نہ اس میں سوزِ کلیمیؑ نہ جذبِ ابراہیمؑ
سراب کو یہ سمجھتے ہیں موجۂ طوفاں
ہے ذرہ ان کی نظر میں متاعِ ہفت اقلیم
پیامِ ختمِؐ رسُل کی خبر نہیں ان کو
کہ جو ہے رُشد و ہدایت کی آخری تعلیم
نہیں ہے جس میں اضافہ کی کوئی گنجایش
نہ جس میں ایک بھی نُقطہ کی ہو سکے ترمیم

محمدِ عربی رحمتِ تمام و کمال
کہ شرق و غرب میں جاری ہے جن کا فیضِ عمیم
وہ بے کسوں کے طرفدار بے بسوں کے شفیق
خدائے پاک نے جن کو کہا رؤف و رحیم
ہیں اس زمانہ میں جن کے نیاز مند غلام
"شہانِ بے کلہ و خسروانِ بے دیہیم"
وہ راز دارِ عمل واقفِ رموزِ حیات
جھکا ہوا ہے خرد کا جدھر سرِ تسلیم
محمدِ عربی کا پیام کافی ہے
میں چھیڑتا ہی نہیں مبحثِ جدید و قدیم
کہا خطیب نے جس وقت "قال قال رسول"
"فتاد سامعہ در موجِ کوثر و تسنیم

شاہِ حبش کے دربار میں حضرت جعفرؓ کی تقریر

سراپا مبتلائے جہل تھے ہم
نہ مرکز تھا نہ کوئی ربطِ باہم
بتوں کو پتھروں کو پوجتے تھے
خُدائے جزو وکل سے پھر گئے تھے
ہمارا شغل تھا بیہودہ گوئی
ہوا ہم سے نہ کارِ نیک کوئی

ہماری زندگی ظلم و شرارت
کہ تھے آلودہ شرک و نجاست

ہمارا کام تھا مُردار خواری
کہ تھے ہم دُشمنِ ایماندار ی

ہماری قوم بالکل بے سری تھی
کہیں چوری کہیں غارت گری تھی

پریشاں مضطرب ہم سب کے سب تھے
کسی قانون کے پابند کب تھے

کیا مبعوث حق نے اک نبیؐ کو
ضرورت جس کی تھی زندگی کو

وہ ہم میں ہی سے اک فردِ بشر ہے
مگر ہاں صاحبِ فہم و نظر ہے

ہم اُس کی زندگی کو جانتے ہیں
کہ بچپن سے اُسے پہچانتے ہیں
وہ ہے اک پیکرِ صدق و امانت
بہت ہی نیک باطن پاک طینت
ہے اُس کی زندگی بے داغ و سادہ
وہ سچا ہے زیادہ سے زیادہ
سبق توحید کا ہم کو سکھایا
کہ سیدھا راستہ اس نے بتایا
کہا اُس نے کہ ذاتِ حق کو پُوجو
بنو انساں بُری باتوں کو چھوڑو
نہیں حق کے سوا معبود کوئی
پرستش چھوڑ دو لات و ہُبل کی

دل آزاری کسی کی بھی نہ چاہو
کیا ہے وعدہ تو اس کو نباہو
سدا آپس میں مِل جل کر رہو تم
بُرائی سے بچو نیکی کرو تم
رکھو روزے پڑھو دل سے نمازیں
کرو پُوری غریبوں کی مرادیں
ہمیشہ سے تھی جو غدّار و خود سر
بگڑ بیٹھی ہماری قوم اس پر
ہمیں کیا خود نبیؐ کو بھی ستایا
جو ممکن ہو سکا وہ ظلم ڈھایا
مصائب پر مصائب سہہ چکے ہیں
بہت مظلوم بن کر رہ چکے ہیں

پیمبر کو ستاتے ہیں یہ ظالم
ہنسی اُن کی اُڑاتے ہیں یہ ظالم
مظالم سہتے سہتے چوُر ہو کر
ہم آئے ہیں یہاں مجبور ہو کر
یہاں کچھ امن کی صوُرت تو ہو گی
کسی انسان میں غیرت تو ہو گی
کہا شہ نے ذرا نزدیک آؤ
مجھے قرآن تو پڑھکر سناؤ
پڑھیں جعفرؓ نے آیاتِ الٰہی
نہ تھا اُن پر ذرا بھی رُعبِ شاہی
کلامِ حق تھا جعفر کی زباں تھی
محمدؐ کی ہدایت درمیاں تھی

خدا کی آیتیں تاثیر بن کر
ہوئیں پیوست دل میں تیر بن کر
کہا یہ شاہ نے باچشم گریاں
محمدؐ ہیں وہی ختم رسولاں
خبر جن کی ہمیں عیسیٰ نے دی ہے
مواعظ میں بہت تعریف کی ہے
میں جن کا ذکر سنتا تھا یہی ہیں
محمدؐ ہی رسولِ آخری ہیں
اگرچہ ہے تعارف غائبانہ
زہے قسمت ملا اُن کا زمانہ

ساقی نامہ

دورِ اوّل :-

زمانہ کا رسالت پر تری ایمان ہے ساقیؐ
مگر اُلفت تری ایماں کی بھی جان ہے ساقیؐ
ترے کردار پر دشمن بھی انگلی رکھ نہیں سکتا
ترا اخلاق تو قرآن ہی قرآن ہے ساقیؐ
مشیت بھی تری مرضی کے تیور دیکھ لیتی ہے
بہ ایں اقرارِ عبدیت یہ تیری شان ہے ساقیؐ

تجھے جس نے نہ پایا وہ خدا کو پا نہیں سکتا
کہ تیری معرفت اللہ کی پہچان ہے ساقیؐ
ترے آتے ہی انسانیت کبریٰ اُبھر آئی
زمانہ پر ترا احسان ہی احسان ہے ساقیؐ
کسی صُورت ترے دربارِ اقدس تک پہنچ جاؤں
مجھے دشوار ہے تیرے لیے آسان ہے ساقیؐ
گنہگاروں کی نظریں تیری جانب اُٹھ رہی ہوں گی
ہجومِ حشر میں تیری ہی پہچان ہے ساقیؐ
کبھی اے کاش! سوتے میں ترا دیدار ہو جائے
یہی ارمان تھا ساقیؐ یہی ارمان ہے ساقیؐ
نہ وہ ایمان کی گرمی نہ وہ تنظیم امت کی
نہ مصر و شام پہلے نہ وہ ایران ہے ساقیؐ

خلافت دے کے بھیجا تھا جسے حق نے زمانے میں
وہی انسان اب مغرب زدہ انسان ہے ساقیؔ

مری آنکھوں نے دیکھی ہے عجم کی بزم آرائی
غضب ہے محفل بغداد بھی ویران ہے ساقیؔ

نگاہ و دل پہ قبضہ کر لیا ہے علم حاضر نے
کوئی منکر، کوئی باغی کوئی حیران ہے ساقیؔ

جہاں میں انتشار و برہمی کا دور دورہ ہے
اِدھر طغیان ہے ساقیؔ اُدھر طوفان ہے ساقیؔ

بتوں کی طرح قبروں کی طرف پیشانیاں خم ہیں
خدا کے ماننے والوں کا یہ ایمان ہے ساقیؔ

خداوندانِ دولت کی خدائی آہ! کیا کہیئے
کوئی فرعون ہے ساقیؔ کوئی ہامان ہے ساقیؔ

مُسلماں نامُسلمانوں کی صف میں آئے جاتے ہیں
کہ اب ایمان اک ٹوٹا ہوا پیمان ہے ساقیؐ

جو ڈوبے ہیں نکل آئیں جو گرتے ہیں سنبھل جائیں
توجہ سے تری اس کا ابھی امکان ہے ساقیؐ

تری رحمت بالآخر رحم فرمائے گی اُمت پر
یہی اک چیز ہے جس سے کہ اطمینان ہے ساقیؐ

زہے قسمت کہ میں من جُملہ اہلِ محبت ہوں
ترے اصحابؓ کی الفت مرا ایمان ہے ساقیؐ

کوئی صدیقؓ اکبر ہے کوئی فاروقِ اعظمؓ ہے
کوئی حیدرؓ ہے کوئی جامِع قرآن ہے ساقیؐ

مرا مسلک نہیں ایمان کو ڈر کر چھُپا لینا
مرا ایمان تو اعلان ہی اعلان ہے ساقیؐ

دورِ ثانی

تری آوازِ حق کا آخری پیغام ہے ساقیؐ
کہ تیری ذات پر ہی دین کا اتمام ہے ساقیؐ
شبِ معراج تو اُس بارہِ خاص میں پہنچا
جہاں پر ختم دورِ گردشِ ایام ہے ساقیؐ
ترے دورِ رسالت کا تعین ہو نہیں سکتا
ازل آغاز ہے ساقیؐ ابد انجام ہے ساقیؐ
جسے آنا ہو آئے خواہ شرقی ہو کہ غربی ہو
ترے میخانے میں شورِ صلائے عام ہے ساقیؐ
مکان و لامکاں ہیں کس قدر ہے فصل کیا کہئے
مگر تجھ کو بقدرِ وسعتِ یک گام ہے ساقیؐ

تری ہر بات پر ایمان لانا عینِ فطرت ہے
کہ تیرا نُطق تو پروردۂ الہام ہے ساقیؐ

حُنینؔ و بؔدر میں وہ تیری شانِ لشکر آرائی
جہانِ کُفر اب تک لرزہ بر اندام ہے ساقیؐ

"حریم لی مع اللہ" کے کوئی اسرار کیا جانے
جہاں تو ہے وہاں اک عالمِ بے نام ہے ساقیؐ

جہانِ آب و گِل ہو قبر ہو برزخ ہو محشر ہو
مجھے اوروں سے کیا مطلب تجھی سے کام ہے ساقیؐ

مُسلمانوں کی وہ اقبالمندی کیا ہوئی آخر
وہی قرآن ہے ساقیؐ وہی اسلام ہے ساقیؐ

وہ محفل جس کی آبِ تیغ سے ہوتی تھی سیرابی
وہاں اب دورِ جام بادۂ گلفام ہے ساقیؐ

زمانہ آگیا تہذیب افرنگی کے پھندوں میں
کہ ہم رنگِ زمیں پھیلا ہوا اک دام ہے ساقیؔ

خدا والوں کی دُنیا میں اندھیرا ہوتا جاتا ہے
جہاں کل صُبح رقصاں تھی وہاں اب شام ہے ساقیؔ

مگر اس پر بھی باطل حق پہ غالب آ نہیں سکتا
خدا کے دُشمنوں کا یہ خیالِ خام ہے ساقیؔ

مُبارک اہلِ دُنیا کو زر و دولت کی ارزانی
مگر ماہرؔ کو بس کافی ترا اک نام ہے ساقیؔ

غزل

(مسلسل)

بہار اور حرم کی بہار کیا کہنا
نزولِ رحمتِ پروردگار کیا کہنا

قدم قدم پہ ہدایت، روش روش پہ نجات
نفس نفس کرم بے شمار کیا کہنا

کثافتیں ہیں کہ سب دُور ہوتی جاتی ہیں
رہِ حجاز کی گرد و غبار کیا کہنا

جگہ جگہ پہ کھجوروں کی دلنواز قطار
شعاعِ مہر سرِ شاخسار کیا کہنا

بس اس خیال سے پائے طلب سوجائیں
کبھی کبھی خلشِ نوکِ خار کیا کہنا
شگفتگی ہی نہیں دل میں اک تڑپ بھی ہے
فضائے سلسلۂ کوہسار کیا کہنا

قبا کی مسجدِ اقدس یہ بدر کا میدان
نبی کے دور کی ہر یادگار کیا کہنا
ہزار بار بھی دیکھیں تو جی نہیں بھرتا
مزارِ پاک کے نقش و نگار کیا کہنا
اُدھر سے بھی ہے نوازش کا سلسلہ ماھرؔ
مآلِ جذبۂ بے اختیار کیا کہنا

معراج کی رات

جس کا مشتاق ہے خود عرش نشیں آج کی رات
اُٹھانی کے وہ گھر میں ہے مکیں آج کی رات

آنکھ میں عرضِ تمنا کی جھلک، لب پہ درود
آئے اِس شان سے جبریلِؑ امیں آج کی رات

سارے نبیوں کے ہیں جھرمٹ میں نبیؐ آخر
قابلِ دید ہے اقصیٰ کی زمیں آج کی رات

نور کی گرد اُڑاتا ہوا پہنچا جو بُراق
رہ گزر بن گئی تاروں کی جبیں آج کی رات

کھُلتے جاتے ہیں بتدریج سمٰوٰت کے در
سطحِ افلاک بھی ہے صحنِ زمیں آج کی رات

اک مقام آیا کہ جبریل کا بھی ساتھ چھٹا
وہ ہیں اور سلسلۂ نورِ مُبیں آج کی رات

صاحبِ آیۂ لولاک کی یہ ہلچل سُن کر
سجدۂ شکر میں ہے عرشِ بریں آج کی رات

عالمِ قدس کے اسرار کوئی کیا جانے
وہ ہی وہ ہیں نہ زماں ہے نہ زمیں آج کی رات

قابِ قوسین تو ہے قرب کی پہلی منزل
بندہ اللہ سے اتنا ہے قریں آج کی رات

ایک ہی سطح پہ ہے مرتبۂ غیب و شہود
اُٹھ گئے سارے حجاباتِ حسیں آج کی رات

ہوش و ادراک کی تکمیل ہوئی جاتی ہے
اپنی معراج پہ ہیں علم و یقیں آج کی رات

یہ فضا اور یہ معراج مگر اس پر بھی
اپنی اُمّت کو نہ بھولے شہِ دیں آج کی رات

مُسکرائے جو ذرا دیکھ کے جنّت کی طرف
اور بھی ہوگئی فردوس حسیں آج کی رات

درِ زنجیر بھی جُنبش میں ہے، بستر بھی ہے گرم
رُک گئی گردشِ افلاک و زمیں آج کی رات

او کبھی ہم کو فراموش کرنے والے
روحِ ماھرؔ بھی ہے موجود کہیں آج کی رات

جوارِ حرم ہے جوارِ مدینہ
زہے رحمتِ بے شمارِ مدینہ

اِدھر دونوں عالم بہ ایں شان و شوکت
اُدھر ایک مُشتِ غبارِ مدینہ

بہ حالِ پریشاں بہ ایں خستہ حالی
شہنشاہ ہے خاکسارِ مدینہ

وہ جنت کے پھولوں سے کیا شاد ہوگا
کھٹکتا ہے جس دل میں خارِ مدینہ

اِدھر لاؤ جنت کی رعنائیوں کو
میں اُن کو بھی کردوں نثارِ مدینہ

بہت دن سے ماہرؔ گرفتارِ غم ہے
نگاہِ کرم تاجدارِ مدینہ

رسولؐ اللہ نے حضرت حسینؓ کو بارہا "میرا حسینؓ"
فرمایا ہے اس نسبت خاص کے پیش نظر نعت رسولؐ
اور منقبت امام کی یکجائی حسنِ موضوع سمجھی جائے گی ۔
عقیدت کے ان گلدستوں کے ساتھ خون دل کے چند
قطروں کی بھی ضرورت تھی ......

زچشمم آستیں بردار گوہر را تماشا کن

اجل کو دیکھ کے جب مسکرا دیا تو نے[1]
حُنین و بدر کا منظر دکھا دیا تو نے

ہے زیبِ صفحۂ تاریخ تیری قربانی
خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا دیا تو نے

فرات دے نہ سکی گرچہ دادِ تشنہ لبی
مگر خلوص کا دریا بہا دیا تو نے

ترے نثار کہ شہ رگ کا خون ٹپکا کر
خدا کے دیں کا چمن لہلہا دیا تو نے

رہے گا یاد جہاں کو ثبات عزم ترا
ملوکیت کا قدم ڈگمگا دیا تو نے

---

[1] زبان کے اس تصرف پر مجھے معاف فرما دیا جائے۔ ماہر

جنابِ حُرؓ کے مقدر کا اوج کیا کہنا
حقیر ذرہ کو سُورج بنا دیا تو نے
وہ بھید جس کو نہ سمجھی کبھی نگاہِ خرد
شہید ہو کے جہاں کو بتا دیا تو نے
مری نگاہ میں جچتی نہیں شہنشاہی
نہ جانے کونسا عالم دکھا دیا تو نے
عیاں زمانہ میں پھر کربلا کی صُورت ہے
خدا کے واسطے پھر آ تری ضُرورت ہے

پائی آنہ روپیہ

(۱) ضربیں ... افسانے .. قیسی رام پوری ... - ۳ کلدار

(۲) سزا ... ناول . قیسی رام پوری . ۴ - ۲ کلدار

(۳) ہچکیاں . افسانے صدیقہ بیگم سیوہاروی ... ۳ کلدار

(۴) ذکرِ جمیل ... نعتیہ کلام ماہر القادری . - ۸ - ۱ کلدار

(۵) فلسفۂ اقبال . . . شاغل فخری مرحوم (زیر طبع) کلدار

(۶) فلسفہ امام غزالی . . . علامہ عبدالقدوس ہاشمی (زیر طبع) کلدار

(۷) شبلی . . . . (") کلدار

(۸) سیاسی نظریے . . . . اکرام قمر ایم اے (") کلدار

(۹) اسلامی تقاریب . . . علامہ دستگیر رشید (") کلدار

(۱۰) روح جمال الدین افغانی . . . . (زیر طبع)